اسلوب کا مفہوم اور اس کی اقسام

ڈاکٹر محمد فیروز الدین شاہ

صدر شعبہ اسلامی و عربی علوم، جامعہ سرگودھا

اسلوب کا مفہوم:

اُسلوب سے مراد کسی (محقق، نقاد،) ادیب یا شاعر کا وہ طریقہ ءادائے مطلب یا خیالات و جذبات کے اظہار و بیان کا وہ ڈھنگ ہے جو اس خاص صنف کی ادبی روایت میں مصنف کی اپنی انفرادیت (انفرادی خصوصیات) کے شمول سے وجود میں آتا ہے اور چونکہ مصنف کی انفرادیت کی تشکیل میں اس کا علم، کردار، تجربہ، مشاہدہ، افتادِ طبع، فلسفہء حیات، اور طرزِ فکر و احساس جیسے عوامل مل کر حصہ لیتے ہیں۔ اس لیے اُسلوب کو مصنف کی شخصیت کا پرتو اور اس کی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے۔[1]

پروفیسر نثار احمد فاروقی اپنے مضمون "اسلوب کیا ہے؟ میں اسلوب، طرز اور انداز کی وضاحت کرتے ہوئے اہم نکات بیان کرتے ہیں، یہ تفصیل بہت مفید ہے اس لئے ان کے الفاظ بعینہ یہاں تحریر کئے جاتے ہیں:

> "اسلوب، یا طرزِ نگارش کا مسئلہ ایسا نہیں جس پر کوئی فیصلہ کن اور دو ٹوک بات کہی جاسکے۔ آسان لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ افکار و خیالات کے اظہار و ابلاغ کا ایسا پیرایہ ہے جو دل نشیں بھی ہو اور منفرد بھی ہو۔ اسی کو انگریزی میں style کہتے ہیں۔ اردو میں اس کے لیے" طرز" یا "اُسلوب" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ عربی اور جدید فارسی میں اسی کو "سبک" کہتے ہیں۔ ان الفاظ کی اصل پر غور کرنے سے ہی یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اُسلوب میں ترصیع یا صناعی Ornamentation کا مفہوم شامل رہا ہے۔ سب سے پہلا انگریزی لفظ style کو لیجیے یہ ایک یونانی لفظ Stilus سے نکلا

[1] ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

ہے جو ہاتھی دانت، لکڑی یا کسی دھات سے بنا ہوا ایک نوکیلا اوزار ہوتا تھا، جس سے موم کی تختیوں پر حروف و الفاظ یا نقوش کندہ کیے جاتے تھے۔ کچھ لوگ اس کی اصل stylus بتاتے ہیں مگر یہ غلط ہے۔ "امتداد زمانہ سے وہ آلہ جس سے نقش بٹھایا جاتا تھا، خود ان نقوش، یا عبارات کا مفہوم ادا کرنے لگا، اور ایک عمل جو ابتدا میکانکی تھا رفتہ رفتہ ذہنی یا تصوراتی بن گیا۔ یہ نقوش یا تو اُجاگر ہوتے تھے یا دھندلے اور ناہموار۔ جنہیں بعد کو stilus کے دوسرے کند حصے سے سدھارا جاتا تھا۔ ادب میں یہی کاٹ چھانٹ، دماغ سوزی اور باریک بینی خود ادیب کی اپنی ذات کی پرکھ بن جاتی ہے۔[2]

پروفیسر نثار احمد فاروقی نے اسلوب، سٹائل اور طرز کے لئے مزید توضیح پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جدید فارسی اور عربی زبان میں اسٹائل کے لیے سَبک استعمال ہوتا ہے۔ اصل مصدری معنی میں یہ عربی لفظ ہے۔ سبک ، یسبک (ضَرَبَ ، یَضرِبُ) کے لغوی معنی ہیں دھات کو پگھلانا اور سانچے میں ڈھالنا۔ چنانچہ ایسا سونا، جسے کٹھالی میں ڈھال کر میل سے صاف کر لیا جاتا ہے۔ سبیک یا مسبوک کہلاتا ہے اور دھات کی چیزیں ڈھالنے والی Foundry کو مسبکه کہتے ہیں۔ اس لفظ کے لغوی معنوں کی خصوصیات پر غور کیجیے تو دھات کو تپانا اسے حشو و زوائد سے پاک کرنا، نکھارنا، پھر ایک سانچے میں ڈھالنا اور کوئی خوش نما شکل دے دینا، ایسا عمل ہے جو اچھے اسٹائل میں اسی طرح لفظوں کے ساتھ دہرایا جاتا ہے، اسی میں اسلوب کی نفاست و لطافت اور پختگی و پایداری کا راز مضمر ہے۔ چنانچہ عربی میں اس کا مفہوم " کلام کو حشو و زوائد سے پاک کرنا" بھی ہے۔ "دوسرا لفظ طرز ہے۔ طَرَزَ یطرز (سَمِعَ یسمعُ) لباس فاخرانہ استعمال کرنے کو کہتے ہیں۔ طرز اور تطرز کپڑے پر بیل بوٹے بنانا، زر دوز کرنا۔ "الطرازة " زردوزی کے لیے اور "المطرز" بیل بوٹے بنانے والے یا زردوز کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسے طور، طریقہ

---

[2] اثر لکھنوی: چھان بین/ 36، بحوالہ پروفیسر نثار احمد فاروقی، اُسلوب کیا ہے؟، http://www.urduweb.org/mehfil/threads/ downloaded on 10-1-2016

> ، ہیئت یا ترتیب کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً عربی میں کہیں گے "ھذا علی طرازک" یعنی یہ اُس کے طریقے پر ہے۔ طراز عربی جدید میں فیشن کے معنی بھی دیتا ہے۔۔۔اب اسلوب کا لفظ دیکھیے۔ یہ طریقہ ، راستہ ، روش اور ڈھنگ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسالیب اس کی جمع ہے۔ یہ فی الاصل کسی متعین و متیقن روش کے لیے ہے۔ اسی لیے جب عربی میں کہتے ہیں" انفہُ فی اُسلوب" یعنی اس کی ناک ایک ہی ڈھنگ سے رہتی ہے (یا وہ زیادہ مغرور ہے) تو اس میں انفرادیت کا تصور بھی شامل ہوتا ہے۔ اسی لیے یہ ادب میں کسی مخصوص اندازِ نگارش کے واسطے بولا جاتا ہے۔ جس میں لکھنے والے کی شخصیت کے منفرد خط و خال نظر آئیں۔ "انفرادیت" اسلوب کی روح ہے ۔۔۔"3

البتہ پروفیسر نثار احمد فاروقی نے اس ضمن میں یہاں ایک سوال اٹھایا ہے کہ کیا لازماً ہر اسلوب میں انفرادیت ہوتی ہے ؟ اس سوال کے جواب میں انہوں نے دنیا کے اہم ادباء کی مثالیں دیکر معاملہ کی نوعیت کو سمجھانے کی کوشش کی ہے، انہوں نے آسکر وائلڈ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ انسان میں جو چیز سب سے زیادہ کمیاب ہے وہ اس کی انفرادیت یا "اپنا پن" ہے، کیونکہ ان کے مطابق اکثر لوگ حقیقت میں دوسروں کا چربہ ہیں۔ ان کے خیالات مستعار ہیں، زندگیاں نقلی ہیں اور جذبات بھی ایک "اقتباس" سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ ایسی صورت میں شاذ و نادر ہی کوئی تحریر مطلق انفرادیت کا نمونہ ہو سکتی ہے۔ آسان و سلیس نثر میں انفرادیت نمایاں کر دینا اس لیے بھی زیادہ مشکل ہے کہ لکھنے والی کی شخصیت اگر بہت "کڑھی ہوئی" نہیں ہے تو وہ الفاظ کے لباس میں بھی آسانی سے منتقل نہیں ہوگی۔ غالب نے اپنے خطوط میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ اب بھی ہماری زبان میں رائج ہیں اور ان کے استعمال پر بھی کسی کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اس التزام پر سختی سے کاربند رہے کہ صرف وہی الفاظ اپنی تحریر میں استعمال کرے گا جو غالب نے کیے تھے، تب بھی وہ غالب کی کامیابی کا شاید سواں حصہ پانے میں بھی ناکام رہے گا۔ وجہ یہی ہے کہ غالب کے اسلوب کی نقل کے لیے اتنی ہی نکھری ہوئی انفرادیت اور گونجتی ہوئی شخصیت بھی ضروری ہے۔ آسان نثر میں انفرادیت مشکل سے پیدا ہوتی ہے اور پر تکلف نثر میں نقالی کا اندیشہ

3پروفیسر نثار احمد فاروقی، اُسلوب کیا ہے ؟،

رہتا ہے۔۔۔اسلوب میں الفاظ کی ترتیب اور انتخاب کا سلیقہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے اور اسی پر اسلوب کا دارومدار بھی ہے۔"انتخابِ الفاظ" کے بارے میں ہومر نے کہا تھا کہ nor one word be changed but for worse۔۔۔سوئفٹ کے نزدیک تو اسٹائل عبارت ہی انتخاب سے ہے وہ اُسلوب کی تعریف "صحیح لفظ، صحیح جگہ پر proper words in proper places "کرتا ہے۔[4]

اسالیب بحث میں تنوع:

دیگر علوم کی طرح اسلامی علوم میں بحث و تحقیق کے اسلوب اور مناہج بحث و استدلال میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے، اس اختلاف کی علت موضوع تحقیق اور مسائل واھداف میں تنوع کا پایا جانا ہے. اس لئے کہ اسلامی علوم میں ہر ایک موضوع کے اھداف اور مسائل مخصوص نوعیت کے ہوتے ہیں ، کبھی موضوع تاریخی نوعیت کا ، کبھی سماجی اور اجتماعی نوعیت کا ہوتا ہے، اس طرح ہر ایک کے لئے استعداد وافکار مختلف انداز میں درکار ہوتے ہیں ، بس یہی امر باعث اختلاف اسلوب تحقیق ہوتا ہے ، مختلف علوم مثلا تفسیر، فلسفہ، فقہ واصول فقہ وغیرہ میں چند اہم اسالیب کا ذکر کیا جاتا ہے :

اسلوب عقلی:

اس اسلوب کو استدلالی ، قیاسی اور برہانی اسلوب بھی کہتے ہیں، جو علوم غالب طور پر اس اسلوب کے ذیل میں آتے ہیں وہ عقلی علوم مثلا منطق، فلسفہ اور ریاضیات وغیرہ ہیں، ان علوم میں اسلوب بحث و استدلال عقلی ہوتا ہے، چند قضایا پر ان کی بنیاد ہوتی ہے اور انہی کی اساس پر نتائج برآمد ہوتے ہیں ، البتہ اس اسلوب عقلی میں مخصوص قسم کی پیچیدگی بھی پائی جاتی ہے ، جس کو اہل فن خوب جانتے ہیں۔

اسلوب نقلی:

علوم جیسے تاریخ، حدیث ،علوم الحدیث : درایت و روایت)، رجال، علوم قرآن، علم اخلاق وغیرہ، نقلی اسلوب کی پیروی کرتے ہیں،اس اسلوب میں اصل مدار سماع اسناد اور تلقی پر ہوتی ہے ، یہ تلقی تحریری، شفہی کتبی، شفاہی اور اثری وغیرہ ہوسکتی ہے ، اس اسلوب میں جن قواعد وضوابط کے تحت بحث ہوتی ہے خود ان میں بھی متنوع ابحاث ملتی ہیں ، اس لئے ان علوم میں دسترس کے لئے متعدد ذیلی مہارات کی ضرورت پڑتی ہے۔

اسلوب شہودی/اساسی:

---

[4] پروفیسر نثار احمد فاروقی،اُسلوب کیا ہے ؟،

اس اسلوب میں ظاہر اور حاضر کی شناخت پر اعتماد کیا جاتا ہے، جہان اور نفس میں جو جو مظاہر عالم شہود میں بنیا دبنتے ہیں اور انفس وآفاق کی حقیقتیں واضح اور منکشف ہوتی ہیں، اسی اسلوب کے تحت آتی ہیں، قرآن کریم میں اس اسلوب کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، اسی لئے اس کو اساسی اسلوب بھی کہتے ہیں۔

اسلوب ترکیبی:

ترکیبی اسلوب سے مراد وہ اسلوب ہے جس میں عقلی، نقلی اور اساسی تینوں اسالیب جمع ہو جائیں۔